ماڈیول کی تفصیلات اور اس کا خاکہ

Details of Module and its structure

ماڈیول کی تفصیلات **Module Detail**	
مضمون کا نام **Subject Name**	اردو **Urdu**
کورس کا نام **Course Name**	ثانوی سطح کے اردو اساتذہ کے لیے آن لائن تربیتی کورس **Online Course for Teachers Teaching Urdu at Secondary Stage**
ماڈیول کا عنوان **Module Name/Title**	تحقیق، تنقید، ادبی تاریخ، تبصرہ نگاری اور ترجمہ کی تدریس Tahqeeq, Tanqeed, Ababi Tarikh, Tabsra nigari aur Tarjuma ki Tadrees
ماڈیول آئی ڈی **Module ID**	**TUSS_TTA_19**
کلیدی الفاظ **Keywords**	تحقیق اور تنقید کا رشتہ، ادبی تاریخ نگاری، تبصرہ نگاری کا فن، ترجمہ کا فن، آثار الصنادید، آب حیات، مقدمہ شعر وشاعری

ڈیولپمنٹ ٹیم

Development Team

کردار **Role**	نام **Name**	ادارہ **Affiliation**
کورس کو آرڈینیٹر **Course Coordinators**	پروفیسر محمد فاروق انصاری **Prof. Mohd. Faruq Ansari** پروفیسر دیوان حنان خان **Prof. Diwan Hannan Khan**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**
کورس ایڈمنسٹریٹر **Course Administrator**	ڈاکٹر عزیر احمد **Dr. Uzair Ahmad**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**

ماڈیول:19

تحقیق، تنقید، ادبی تاریخ، تبصرہ نگاری اور ترجمہ کی تدریس

فہرست

1	تمہید	2
2	مقاصد	3
3	تحقیق	3
4	تنقید	4
4.1	اردو میں تنقید کی روایت	5
4.2	تنقید کی تدریس	6
5	ادبی تاریخ	7
6	تبصرہ نگاری	8
7	ترجمہ	9
8	ترجمہ کی تدریس	10
9	خلاصہ	11

1 تمہید

اردو کی غیر افسانوی نثر میں تحقیق، تنقید، تبصرہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ تحقیق کا مطلب ہے حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک۔ محقق شعر و ادب کے ان گوشوں سے ہمیں واقف کراتا ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ تحقیق کے ذریعے اس بات کی کوشش کی

جاتی ہے کہ نامعلوم حقائق دریافت کیے جائیں اور معلوم حقائق کی جانچ پرکھ کر کے غلطیوں کی تصحیح کی جائے۔ ادبی تنقید کھرے اور کھوٹے میں پہچان کا نام ہے اس کا ذریعہ ہم ادبی فن پاروں کے محاسن و معائب کا سراغ لگاتے ہیں۔ تبصرہ کسی کتاب سے متعلق مختصر رائے کو کہتے ہیں۔ اس میں تبصرہ نگار کتاب کے مشمولات کا مختصر جائزہ لیتا ہے۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی فن پارے کو منتقل کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ ترجموں کے ذریعہ دوسری زبانوں کے ادب اور دیگر علوم سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

2 مقاصد

- تحقیق اور تنقید کے رشتے کی وضاحت۔
- تحقیق اور تنقید فن اور روایت۔
- ادبی تاریخ نویسی فن اور روایت۔
- تبصرہ نگاری اور ترجمہ کا فن۔
- تحقیق، تنقید، ادبی تاریخ، تبصرہ نگاری اور ترجمہ کی تدریس کا طریقہ۔

3 تحقیق

تحقیق اور تنقید میں نہایت گہرا رشتہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ تنقیدی صلاحیت کے بغیر محقق ادھورا ہے اور تحقیقی وصف کے بغیر نقاد نامکمل۔ کسی ادیب، شاعر یا ادبی تخلیق کے بارے میں تحقیق کرنے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کی اہمیت کیا ہے، اس پر تحقیق کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اس پر تحقیق ادب میں کسی اضافے کا موجب بن سکتی ہے یا نہیں۔

محقق کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ و مشاہدہ وسیع ہو، زبان پر عبور ہو، محتاط رویّے کا مالک ہو، ذہن تجزیاتی ہو اور اس میں نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ ان خوبیوں کے ساتھ اس میں ایمانداری، معروضیت اور غیر جانبداری کی خصوصیات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

ابتدا میں تحقیق پر توجہ نہیں دی جا سکی۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں اسے فروغ حاصل ہوا اور کئی اعلیٰ پائے کے محققین منظر عام پر آئے۔ اردو میں تحقیق کے ابتدائی اشارے تذکروں میں ملتے ہیں۔ سر سید احمد خاں کی "آثارالصنادید" اردو کا پہلا تحقیقی کارنامہ ہے جس میں انھوں نے دہلی کی تاریخی عمارتوں کی تفصیل پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک مستقل باب میں دہلی کے مشاہیر کا تذکرہ کیا ہے۔ تحقیق کے ضمن میں گارساں دتاسی کی اہمیت یہ ہے کہ انھوں نے "تاریخ ادبیات ہندوی و ہندوستانی" تحریر کی۔ اسپرنگر کی مرتب کردہ "شاہان اودھ کے کتب خانے کی فہرست" 1850 میں شائع ہوئی۔ مولانا محمد حسین آزاد نے اپنی تصنیف 'آبِ حیات' میں ادبی و لسانی تحقیق پر توجہ دی۔ اردو میں تحقیق کا باقاعدہ آغاز حافظ محمود شیرانی سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد دیگر افراد نے بھی اس جانب توجہ دی۔ مولوی عبدالحق، محی الدین قادری زور، نصیر الدین ہاشمی، مسعود حسن رضوی ادیب، قاضی عبدالودود، امتیاز علی خاں عرشی، مالک رام، رشید حسن خاں، نورالحسن ہاشمی، مختارالدین آرزو، مسعود حسین خاں، گیان چند جین، ابو محمد سحر، تنویر احمد علوی اور حنیف نقوی کا شمار اردو کے اہم محققین میں ہوتا ہے۔

4 تنقید

ہر انسان میں اچھے اور برے، کھرے اور کھوٹے کو سمجھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ کسی ادبی فن پارے کی خوبیوں اور خامیوں کو اجاگر کرنے کا عمل تنقید کہلاتا ہے۔ تنقید کے لغوی معنی پرکھنے یا کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں خوبیوں اور خامیوں کا صحیح اندازہ لگانا اور ان پر کوئی رائے قائم کرنا تنقید ہے۔

تنقید کے دو مراحل ہیں۔ پہلے میں تنقید کا عمل تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ تخلیق کار کچھ لکھتا ہے، پھر اسے مزید بہتر بنانے کے لیے اس میں کاٹ چھانٹ یا ترمیم و اضافہ کرتا ہے اور ہر اعتبار سے مطمئن ہو کر اسے آخری شکل دیتا ہے۔ جس تخلیق کار کا تنقیدی شعور جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی تخلیق میں اسی قدر پختگی اور نکھار بھی پایا جاتا ہے۔

دوسرے مرحلے پر وہ قاری ہے جسے نقاد کہتے ہیں۔ وہ اس فن پارے کا جائزہ لیتا ہے اور اسے فن کی کسوٹی پر جانچتا ہے۔ نقاد کسی فن پارے کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کی تخلیق کے محرکات، مصنّف کے مزاج، موضوع کے تئیں اس کے روّیے اور فن پارے کی فنی خوبیوں اور خامیوں کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔

عام قاری کتاب کا مطالعہ سرسری انداز میں کرتا ہے۔ اس کا مقصد عموماً وقت گزاری، لطف اندوزی یا اپنی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن تنقید نگار جب کوئی تحریر پڑھتا ہے تو ایک ایک لفظ اور فقرے پر غور کرتا ہے۔ اس کے ذہن میں اس کے فنی اصول بھی ہوتے ہیں۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ تخلیق کار نے ان فنی اصولوں کا کتنا خیال رکھا ہے۔

ہر صنفِ ادب کے کچھ مقررہ اصول ہوتے ہیں، انھیں اصولوں کی روشنی میں تخلیقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ تنقید نگار کے لیے ذاتی پسند و ناپسند سے زیادہ اہم وہ ادبی معیار ہوتے ہیں جن کی اہمیت ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ نقاد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ وسیع ہو، اپنے زبان و ادب کے علاوہ دیگر زبانوں کے ادب پر بھی اس کی نظر ہو، مختلف علوم سے واقفیت ہو اور جس موضوع پر وہ لکھ رہا ہے اس پر اسے عبور حاصل ہو۔ نقاد کے لیے مطالعے کے دوران معروضیت سے کام لینا بھی ضروری ہے۔ شعر و ادب کی تخلیق میں تاریخ، تہذیب، عہد و ماحول، معاشی صورتِ حال، فن کار کی شخصیت اور کئی دیگر عوامل بالواسطہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ فن پارے کا جائزہ لیتے ہوئے تنقید نگار اکثر متعدد امور کو پیشِ نظر رکھتے ہیں: مثلاً

فن پارے میں جس موضوع پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے اس کی اہمیت کیا ہے۔ جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں کوئی نئی بات پیش کی گئی ہے یا نہیں۔ مصنف کی پیش کش کا انداز کیسا ہے۔ مصنف جو کچھ کہنا چاہتا ہے اس کی ترسیل میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔ ہر نقاد کا اپنا مخصوص نقطۂ نظر ہوتا ہے اور اسی کے مطابق وہ کسی نثری یا شعری تخلیق کا جائزہ لیتا ہے۔

بعض نقاد کسی نہ کسی نظریے کی روشنی میں ادب کی جانچ پرکھ کرتے ہیں۔ جیسے مارکسی تنقید، نفسیاتی تنقید، تاثراتی تنقید، جمالیاتی تنقید اور ہیئتی تنقید وغیرہ۔

4.1 اردو میں تنقید کی روایت

اردو شعرا کے تذکروں میں تنقید کے ابتدائی نقوش ملتے ہیں لیکن تنقید کا باقاعدہ آغاز مولانا الطاف حسین حالی کی "مقدمۂ شعر و شاعری" سے ہوا۔ انھوں نے جب اپنا دیوان مرتب کیا تو اس کے طویل مقدمے میں شاعری کی ماہیت اور اس کی مختلف اصناف پر تفصیلی گفتگو کی۔ اس مقدمے کے بعد شبلی نعمانی، امداد امام اثر، عبدالرحمٰن بجنوری، مولوی عبدالحق اور نیاز فتحپوری نے تنقید پر توجہ دی۔ بیسویں صدی کے اہم ناقدین میں اختر حسین رائے پوری، مجنوں گورکھپوری، احتشام حسین، کلیم الدین احمد، آلِ احمد سرور، خورشید الاسلام،

اسلوب احمد انصاری، محمد حسن عسکری، محمد حسن، وزیر آغا، قمر رئیس، وارث علوی، شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ، وہاب اشرفی، شمیم حنفی اور عتیق اللہ کے نام شامل ہیں۔

4.2 تنقید کی تدریس

تنقید کی تدریس سے قبل طلبا کو یہ بتادینا چاہیے کہ بازار میں جب ہم خریداری کے لیے جاتے ہیں تو اچھی اور بری چیز کا فرق ہمارے ذہن میں پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ اچھے برے میں فرق کرنے کا یہی مادہ تنقید کہلاتا ہے۔ تنقید کا ہماری روزمرہ کی زندگی سے بھی تعلق ہے اور ہمارے ادب سے بھی۔ تنقیدی مضمون پڑھانے سے پہلے اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ ہمارے سامنے جو طالب علم ہیں انھیں عام مضمون اور تنقیدی مضمون کا فرق معلوم ہے یا نہیں۔ تنقید لفظ نقد سے مشتق ہے جس کے معنی چونچ مارنے کے ہیں۔ اصل لفظ انتقاد ہے لیکن اس کی جگہ تنقید لفظ بطور اصطلاح کے رائج ہوگیا ہے۔ نثری و شعری فن پارہ اگر اچھا ہے تو کیوں اچھا ہے، یا برا ہے تو کیوں برا ہے اس بات پر غور وفکر کرنے کا نام تنقید ہے۔ یہاں طلبا کو یہ بھی ضرور بتانا چاہیے کہ تنقید کھرے اور کھوٹے کی پہچان اور فن پارے کے تعین قدر کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ کسی فن پارے کی تفہیم کے ساتھ ساتھ اس کے محاسن اور معائب کی نشاندہی تنقید ہے۔

تنقید میں نقاد راہ دکھانے والے کا ہی رول ادا نہیں کرتا بلکہ نئی راہ کی طرف بھی اشارے کرتا ہے تا کہ فن کار کو تنقید سے ایک نئی نظر ملے اور آگے وہ ان باتوں کا دھیان رکھے۔

اس بحث کے بعد طلبا اب آسانی سے یہ سمجھ جائیں گے کہ تنقید کسی بھی فن پارے پر اپنی رائے کا اظہار ہے۔ انھیں یہ بھی پتہ چلے گا کہ ہر آدمی کو اختیار ہے کہ وہ تنقید کرے لیکن کسی کی تخلیق کو پڑھ کر اسے اپنے لفظوں میں بیان کر دینے کا نام تنقید نہیں ہے، اسے خلاصہ کہتے ہیں یا فن پارے کو پڑھ کر اس کے معنی بتادیے جائیں یہ بھی تنقید نہیں ہے اسے تشریح کہتے ہیں۔ اب طلبا پر یہ واضح ہو جائے گا کہ تنقید میں تبصرہ، تشریح اور خلاصے کا عمل تو ہوتا ہے، اِس میں یہ اضافہ بھی ہو جاتا ہے کہ تنقید نگار فن پارے کے بارے میں اپنی رائے، ایک طے شدہ اصول کی روشنی میں قائم کرتا ہے، ساتھ ہی کی اُن خوبیوں اور خامیوں کو سامنے لاتا ہے جن کی رسائی عام پڑھنے والے تک نہیں ہوتی۔ مجموعی طور پر طلبا کو اردو کی اہم تنقیدی تحریروں اور تنقید نگاروں سے واقف کرایا جائے۔ اس طرح تنقید میں محاکے اور موازنے کا بھی عمل شامل ہوتا ہے۔ جس سے کسی فن پارے کی قدر وقیمت کا تعین ہوتا ہے۔

5 ادبی تاریخ

ادبی تاریخ، تاریخ بھی ہے اور ادب بھی۔ ادبی تاریخ نگاری میں تاریخی اور ادبی دونوں اصولوں سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ادبی حقیقت اور تاریخی حقیقت میں فرق ہے۔ ادب کی بنیاد جذبہ و تخیل پر ہے۔ جب کہ تاریخ ٹھوس حقائق پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے تاریخ کی حیثیت ایک علم کی ہے اور ادبی تاریخ کی حیثیت ایک ادبی دستاویز کی۔ لیکن تحقیق و تلاش کے جو تقاضے تاریخ کے ساتھ مخصوص ہیں، اُنہی تقاضوں کو ادبی تاریخ کی تیاری کے دوران مدّ ِنظر رکھا جاتا ہے۔

ادبی تاریخ، تاریخ نگاری کے اصولوں کی رہ نمائی میں تیار ہوتی ہے۔ لیکن ادبی تاریخ صرف تاریخوں کی کھتونی نہیں ہوتی اس میں درجہ بندی سے بھی کام لیا جاتا ہے اور وہ تنقید کے عمل سے بھی گزرتی ہے۔ ضرورت کے مطابق تقابل کو بھی بنیاد بناتی ہے۔ چوں کہ اس کا موضوع ادب ہوتا ہے۔ اس لیے ادب کی تاریخ کی زبان میں علمیت کے ساتھ ادبیت کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔

ادبی تاریخ کیا، کیسے اور کیوں کا جواب دیتی ہے یعنی کیا لکھا گیا اور ایسا کیوں کر لکھا گیا۔ ایک خاص قسم کے اسلوب، رجحان، موضوع کی تکرار اور تحریک کے پیچھے کون سے محرکات کام کرتے ہیں۔ ایک ہی دور میں مختلف شعرا کے اسالیب اور اظہار کے طریقوں میں فرق کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اور اِن کی کیا وجوہ ہو سکتی ہیں، ادبی مؤرخ ان سوالوں کے جواب فراہم کرتا ہے۔

ادبی مورّخ عہد بہ عہد ادب کا جائزہ لیتا ہے اور ان کے مابین امتیاز کی نوعیت کو واضح کرتا ہے۔ وہ کسی فن پارے کو غیر معیاری قرار دے کر رَد نہیں کرتا بلکہ وہ غیر معیاری فن پارے میں بھی اس عہد کے طرزِ فکر اور جاری رجحان کو دکھانے کی سعی کرتا ہے۔ ادبی مورخ کو ہمیشہ معروضی اور غیر جانبدار ہونا چاہیے۔

ادبی تاریخ کا پہلا سراغ تذکروں میں ملتا ہے جو تکنیکی طور پر مکمل ادبی تاریخ نہیں تھے۔ لیکن بعض تذکروں میں تاریخ کے کچھ کچھ نقوش ضرور ملتے ہیں۔

محمد حسین آزاد کی "آبِ حیات" اور عبدالحئی کی "گلِ رعنا" ادبی تاریخ کے ابتدائی نمونے ہیں۔ پھر دکنی ادب کی تاریخیں سامنے آئیں جیسے شمس اللہ قادری کی "تاریخِ اردوئے قدیم" اور نصیر الدین ہاشمی کی "دکن میں اردو"۔ اردو میں نثری ادب کی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔

اردو ادب کی تاریخ کے سلسلے میں عبدالسلام ندوی کی "شعر الہند"، حامد حسن قادری کی "داستانِ تاریخ اردو" ،رام بابو سکسینہ کی "تاریخِ ادب اردو"، محمد یحییٰ تنہا کی "سیر المصنفین" احسن مارہروی کی "تاریخ نثر اردو" میں تاریخ نگاری کے اصولوں کو برتنے کی اچھی کوشش نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر سید اعجاز حسین، احتشام حسین، جمیل جالبی اور تبسم کاشمیری نے اردو میں ادبی تاریخ لکھنے کا ایک معیار قائم کیا ہے۔ اس سلسلے میں گیان چند جین، سلیم اختر، سیدہ جعفر، وہاب اشرفی اور انور سدید کے نام بھی قابلِ ذکر ہیں۔

6 تبصرہ نگاری

تبصرہ کسی کتاب کے اہم یا غیر اہم ہونے سے متعلق ناقد یا مبصّر کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ عموماً ان خیالات کی شائع شدہ شکل ہی کو تبصرہ تصور کیا جاتا ہے۔ تبصرہ باقاعدہ تنقیدی مضمون نہیں ہوتا مگر تنقیدی آرا کے بغیر اسے مکمل بھی نہیں سمجھا جاتا۔ تبصرے کا مقصد شائع ہونے والی کتاب اور اس کے مصنف کا اختصار کے ساتھ فوری تعارف ہوتا ہے تاکہ قارئین کو کتاب کے مطالعے کی ترغیب ملے۔ مصنف اور تصنیف دونوں کا تعارف، عصری ادب سے ان کا رشتہ، تصنیف کی ظاہری بناوٹ، اس کی قیمت اور مقامِ اشاعت وغیرہ کا ذکر تبصرہ نگاری کے لوازم شامل ہیں۔

حالیؔ، شبلی نعمانی، عبدالحلیم شرر، مرزا رسواؔ، چکبست، مولوی عبدالحق، اور وحید الدین سلیم، مہدی افادی، عبدالماجد دریابادی، اثر لکھنوی کے تبصرے تنقیدی دیانت داری اور ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ بعد کے لکھنے والوں میں فراق گورکھپوری، فیض احمد فیض، مجنوں گورکھپوری، سردار جعفری، عزیز احمد، آلِ احمد سرور اور ماہر القادری وغیرہ کے تبصرے مخصوص ادبی رجحانات کے تحت لکھے گئے ہیں۔ عصری ادب کے مبصرین میں اسلوب احمد انصاری، ظ۔ انصاری، کلام حیدری، محمد حسن، قمر رئیس، خلیق انجم، شمیم حنفی، وزیر آغا، شمس الرحمٰن فاروقی، وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ اسلوب احمد انصاری کی کتاب 'ادبی تبصرے'، فاروقی کے تبصرے، (شمس الرحمٰن فاروقی)، 'کتاب شناسی' (ظ۔ انصاری)، 'برملا' (کلام حیدری) وغیرہ تبصرہ نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔

7 ترجمہ

ایک زبان کے تقریری یا تحریری خیالات کو دوسری زبان میں اس کے قواعد واصول کے مطابق تبدیل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔ ترجمہ مختلف زبانوں کے خیالات کے آپسی لین دین کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اس کے توسط سے دو بالکل مختلف زبانوں کے افراد ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ترجمہ نہ صرف معاشرتی، معاشی، مذہبی اور سیاسی لحاظ سے سود مند ہوتا ہے بلکہ مختلف زبانوں کے ادب کے تراجم سے ان زبانوں کے افراد کی باطنی کیفیات کو بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ ترجمہ کے ذریعے ہم اپنے ادبی سرمائے میں خاطر خواہ اضافہ کرسکتے ہیں۔ ترجمہ وقت کی ضرورت ہے جس سے طلبا کی کثیر لسانی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

ترجمہ ایک مشکل فن ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جس زبان سے ترجمہ کیا جارہا ہے اور جس میں ترجمہ ہورہا ہے، مترجم کو دونوں زبانوں پر قدرت حاصل ہو۔ ترجمہ کے مختلف طریقے ہیں۔ لفظی ترجمہ اورآزاد ترجمہ، تخلیقی ترجمہ وغیرہ۔

اردو کے ابتدائی عہد میں فارسی، عربی اور سنسکرت سے اردو میں ترجمے کیے گئے۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں اردو نثر و نظم میں ترجمے کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ انیسویں صدی میں فورٹ ولیم کالج اور دلّی کالج سے ترجموں کو مزید فروغ حاصل ہوا۔

1903 میں انجمن ترقی اردو کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت یوروپین زبانوں، عربی فارسی اور سنسکرت سے کئی کتابیں ترجمہ ہوئیں۔ 1921 میں وحیدالدین سلیم نے 'وضعِ اصطلاحات' نام کی کتاب لکھی جو ترجمے کے سلسلے میں بڑی معاون ثابت ہوئی۔ دارالترجمہ عثمانیہ، حیدرآباد کے تحت مختلف مضامین کی تقریباً ساڑھے چار سو کتابیں اردو میں منتقل کی گئیں۔ آزادی کے بعد مرکزی حکومت کے قائم کردہ اداروں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ساہتیہ اکادمی اور نیشنل بک ٹرسٹ، دہلی وغیرہ نے بھی بہت سی کتابوں کے ترجمے کرائے اور مختلف علوم کی اصطلاحیں بھی تیار کیں۔

مرکزی حکومت نے تعلیم، تحقیق اور تربیت کے لیے یکم ستمبر 1961ء کو این سی ای آر ٹی (NCERT) نام کا ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے نے اسکولی سطح پر تمام مضامین کی نصابی کتابوں کے اردو میں ترجمے بھی کرائے۔ یہ وہ واحد ادارہ ہے جو قومی سطح پر اردو میڈیم اسکولوں کے لیے درسی مواد کو اردو قالب میں پیش کرتا ہے۔

8 ترجمہ کی تدریس

ترجمہ کی تدریس معلم کی مادری زبان کی تدریس سے کسی قدر مشابہت ضرور رکھتی ہے لیکن ترجمے کی کامیاب تدریس کے لیے ضروری ہے کہ معلم نے تدریس کے لیے دیے گئے متن میں شامل ترجمے (کہانی، نظم یا ڈرامے وغیرہ) کو اس کی اصل زبان میں بھی بغور پڑھا ہو۔ اپنے تقابلی مطالعے میں اسے دیکھنا چاہیے کہ کون سی بات اصل کہانی یا نظم سے ترجمہ کی ہوئی کہانی یا نظم میں آنے سے رہ گئی ہے۔ اصل زبان اور ترجمے کی زبان میں کیا محاوراتی رشتہ ہے یعنی محاوروں کا ترجمہ محاوروں ہی میں کیا گیا ہے یا لفظی ترجمے سے مصنف کے خیال کو کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے۔

کسی زبان کی نثری تحریر کا بالکل درست ترجمہ مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے لیکن کسی زبان کی شاعری کا منظوم ترجمہ اس سے بھی مشکل تر امر ہے۔ کیونکہ شعر کا شعر میں ترجمہ کرتے ہوئے زیر ترجمہ شعر کے نہ صرف موضوع بلکہ اس کی زبان کی مختلف معنوی سطحوں کا بھی خاص خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ ترجمے کی زبان میں پوری طرح ادا کی جا سکیں۔ ترجمہ ایک ترسیلی عمل بھی ہے جو ایک زبان کے ادب پارے کو دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے۔

اس لحاظ سے چے خوف، وَکیم احمد بشیر اور نرمل ورما کی کہانیوں اور گولڈ اسمتھ کی نظم کے ترجموں کی تدریس میں اردو کے معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ نرمل ورما کی ہندی اور گولڈ اسمتھ کی انگریزی نظم کی اصل چیزوں کو دیکھ اور سمجھ سکے۔ چے خوف کی روسی اور وکیم محمد بشیر کی ملیالم تحریروں کے لیے معلم کو ان کے انگریزی ترجموں سے رجوع کرنا چاہیے مگر یہ اس کے لیے اصل سے دوگنا فاصلے کی چیزیں ہوں گی۔ بہرحال ترجمے کی تدریس کے لیے معلم کو اصل زبان کی معلومات تو کچھ حد تک ضرور ہونی چاہیے۔

ترجمے کی تدریس چونکہ تقابلی مطالعے کی ذیل میں آتی ہے اس لیے تدریس کے وقت ترجمہ کی گئی اور اصل تحریر کا موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس میں دونوں زبانوں کے محاوروں اور جملوں کی ساخت کی پہچان کرائی جا سکتی ہے اور دو زبانوں اور ان کے بولنے والوں میں معاشرتی اور تہذیبی یکسانیت یا اختلاف پر بھی بات کی جا سکتی ہے۔

ترجمے سے متعلق اسباق کی تدریس اس طرح کی جانی چاہیے جس سے طلبا میں ترجمہ کے تئیں دلچسپی پیدا ہو سکے اور وہ اس کی اہمیت وضرورت کو سمجھ سکیں نیز انھیں اپنی زبان اور دوسری زبانوں کے مزاج اور نوعیت کا اندازہ ہو جائے۔

9 خلاصہ

اردو میں تحقیق اور تنقید کی روایت اٹھارہویں صدی سے ملتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ابتدا سے ہی تذکروں میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے باتیں موجود ہیں۔ تحقیق اور تنقید میں نہایت گہرا رشتہ ہے۔دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔تنقیدی صلاحیت کے بغیر محقق ادھورا ہے اور تحقیقی وصف کے بغیر نقاد نامکمل۔اسی طرح ادبی تاریخ نویسی کے اشارے بھی ان تذکروں میں موجود ہیں۔ ادبی تاریخ نگاری میں تاریخی اور ادبی اصولوں سے کام لیا جاتا ہے۔ تبصرہ نگاری بھی ادب میں اہمیت کی حامل ہے اور ترجمہ مختلف زبانوں کے خیالات کے آپسی لین دین کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔اس کے توسط سے دو بالکل مختلف زبانوں کے افراد ایک دوسرے کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

Disclaimer	آن لائن کورس کے درسی مواد کی ترتیب وتدوین کے لیے این سی ای آر ٹی کی درسی و معاون درسی کتابوں اردو زبان وادب کی تاریخ، اردو قواعد و انشا، اردو کی ادبی اصناف، رہنما کتاب، اردو تدریسیات، اردو زبان کی تدریس وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔